© rasailojaraid.com

شیروں کے کچھار میں

تحریر:۔ ابوغضنفر آل محمد

میرے دل میں کافی عرصہ سے معسکر عبداللہ بن مبارک کو دیکھنے کی آگ سلگ رہی تھی کہ میں کشمیر کی مقامی تحریک' تحریک المجاھدین کے معسکر کو دیکھوں جہاں ہندوؤں کا سینہ چاک کرنے کی ٹریننگ دی جاتی ہے۔ ظالم کی کھوپڑی اڑانے اور مظلوم کی اعانت کے لئے نوجوانوں کو تیار کیا جاتا ہے۔ دختران کشمیر کی عصمت دری کا انتقام لینے کے لئے ابن آدم کے دل میں غیرت کا جذبہ پیدا کیا جاتا ہے اور ایک گولی کے ساتھ کئی ہندوؤں کو خاک و خون میں تڑپانے کے گر سکھائے جاتے ہیں۔

جبکہ میں اس سے قبل کئی معسکروں کا دورہ بھی کر چکا تھا اور جون ۱۹۹۴ء کو معسکر شیخ جمیل الرحمان تو پچی صوبہ کنڑ افغانستان میں بھی ایک مختصر مدت گزار چکا تھا۔ لیکن مقامی تحریک جس کی قوت حالات کے تبدیل ہو جانے کے بعد کارگر ثابت ہوتی ہے اور افغانستان میں رونما ہونے والے حالات کی طرح پریشانی کا ساماں پیدا نہیں کرتی۔ دیکھنے کے لئے نکلا کہ کسی نہ کسی طرح اس سلگتی آگ پر پانی کے چند قطرے بہا کر تسکین قلبی کا ساماں پیدا کروں۔

بلآخر جامعہ سلفیہ کی موسم گرما کی تعطیلات میں . طلبہ جامعہ کا جہادی قافلہ شیخ نجیب اللہ طارق کی سرپرستی میں اپنی منزل کو روانہ ہوا جو کہ 25 افراد پر مشتمل تھا۔ میں بھی اسی قافلے کا شریک سفر تھا۔ ہم نے تقریباً رات ۱۱ بجے سفر شروع کیا اور صبح کی سفیدی ظاہر ہونے کیساتھ ہی اسلام آباد کی سڑکوں سے گزرتے ہوئے 1-10-1 اسلام آباد تحریک المجاہدین کے دفتر میں پہنچ گئے جہاں سب سے قبل تمام بھائیوں نے وضو کیا اور نماز فجر ادا کی۔ پھر کچھ وقت آرام کرنے کے بعد ناشتہ کیا جسکے بعد کچھ ساتھی مانسہرہ جانے کیلئے سواری کا انتظام کرنے میں مصروف ہو گئے اور میں دفتر ماہنامہ شہادت اور دفتر سیاحۃ الامۃ میں داخل ہو گیا وہاں متعلقہ افراد سے گفت و شنید کی۔ اتنے میں سواری کا انتظام ہو گیا ہم ویگن میں بیٹھ کر ویگن سٹاپ پر آئے جہاں سے مانسہرہ والی سواری پکڑی تھوڑی دیر بعد اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھے۔

پہاڑی سلسلے سے گزرتے ہوئے اس صانع کے عظیم شاہکار سے محظوظ ہو رہے تھے اور اس کی قدرت کاملہ کے گن گا رہے تھے۔

جب ہم سرزمین سرحد میں داخل ہوئے تو عجیب منظر تھا جو دیکھنے میں آیا۔ ہمارے 25 مجاھد بھائیوں کے ہاتھوں میں بیگ پکڑے دیکھ کر جب کوئی سرحدی پوچھتا آپ تبلیغی ہیں؟ تو جواباً عرض ہوتا کہ تبلیغی بھی اور مجاہد بھی۔ یہ الفاظ سنتے ہی محبت و عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے یوں ملتے جیسے پنجاب میں کسی دور میں حاجیوں کو ملا جاتا تھا۔

مانسہرہ پہنچ کر ہم نے سپیشل دو گاڑیاں کروائیں تاکہ لبر کوٹ کے قریب معسکر عبداللہ بن مبارک جو کہ سٹاپ سے کوئی 3 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے باآسانی پہنچ جائیں۔ گاڑی بستی لبر کوٹ سے گزرتی نالے کے ہمسفر معسکر کے راستے پر چل رہی تھی کہ اچانک ایک چوکی نظر آئی جس کے قریب پہنچ کر ڈرائیور نے بریک لگا دی۔ نیچے اترتے ہی ایک ایسے مجاہد کو دیکھا جو کڑیل نوجوان تھا جس کے ہاتھ میں کلاشن' سر کے بال کندھوں تک' شلوار نصف پنڈلی ظاہر کرتی ہوئی واقعی ہی ایک باعمل مجاہد کا نمونہ پیش کر رہی تھی۔ تمام ساتھیوں کو قطار میں کھڑا کر کے تلاشی شروع ہوئی۔ چوکی میں موجود ایک بزرگ تلاشی سے فارغ ہونے والوں کے نام درج کر رہا تھا۔ جس کی ذمہ داری ہی آنے اور جانے والوں کا ریکارڈ رکھنے کی تھی۔

اب ہم معسکر کی حدود میں داخل ہو چکے تھے۔ معسکر کے چاروں طرف طائرانہ نظر گماتے ہی دل کی دنیا ہی بدل گئی۔ خیالات و نظریات تبدیل ہو گئے۔ سوچ و فکر کے زاویے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بدل گئے۔ دل میں ایک نئی بستی آباد ہو گئی‘ نئی سوچ پیدا ہو گئی اور دل و دماغ میں نئے افکار و خیالات نے جگہ لے لی۔ تو ہم شیخ نجیب اللہ طارق کے ہمراہ دفتر معسکر تحریک المجاہدین کی طرف جا رہے تھے جہاں ہمیں قاری نذیر احمد اور بھائی محمد سلیم صاحب ملے جو معسکر کے استاد تھے۔ بیٹھتے ہی کشمیر میں ظلم و زیادتی کے واقعات کا سلسلہ شروع ہوا جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ ختم بھی کیسے ہوتا کیونکہ یہ داستان ظلم بھی نصف صدی حالات کے تھپیڑے کھا چکی تھی۔ بھائی ابو حمزہ امیر معسکر عبداللہ بن مبارک کے بارے میں پوچھنے سے پتا چلا کہ وہ مظفر آباد جا چکے ہیں۔ اتنے میں دوپہر کا کھانا بڑی بڑی پراتوں میں ابلے ہوئے چاول بمعہ سالن آ پہنچا۔ یہ کشمیریوں کی پسندیدہ خوراک ہے اور ابلے ہوئے چاولوں کو ہی وہ اپنی خوراک کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

اتنے میں نماز ظہر کا وقت ہو گیا ہم کیمپ سے باہر نکلے تو معسکر کے وسط میں ایک خوبصورت درخت لگا تھا جس کے اوپر تحریک کا پرچم لہرا رہا تھا اور ساتھ ہی ہارن بندھے ہوئے تھے۔ مشرق جنوب میں خوبصورت مسجد تھی اور مشرق شمال میں وضو اور نہانے وغیرہ کا تسلی بخش انتظام تھا۔ وضوء کے لئے بیٹھے تو معسکر کے چاروں طرف خاردار تار لٹکائی ہوئی نظر آئی جو معسکر کی حدود اربعہ متعین کر رہی تھی اور مسجد کے مشرقی جنوبی کونے میں پہرے کے لئے ایک پوسٹ بنائی تھی جہاں رات کے وقت مجاہد پہرا دیتا ہے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد معسکر کے استاد نے احتساب شروع کیا کہ کس نے نماز ادا کی اور کس نے غفلت برتی اور کس نے تکبیر اولیٰ کو ترک کیا اور کون کلاس میں بروقت حاضر نہیں ہوا۔ ہر ایک مخطی کو اس کی غلطی کے مطابق سزا دی جا رہی تھی۔

نوجوانانِ اسلام! مسلمان باغیرت ہوتا ہے بے غیرت نہیں اگر بیدار رہنے والے لمحات میں ہم ہی سو گئے تو پہرے داری کے فرائض کون ادا کرے گا۔

مسجد کے مشرقی جانب گہرائی میں ایک خوبصورت نالہ بل کھاتا بہہ رہا تھا جس کے آس پاس مجاہدین کے کیمپ بھی تھے اور قریب ہی پمپ تھا جس کے ذریعے کافی عرصہ سے معسکر میں قلت آب کے پیش نظر اسی نالے سے پانی اوپر لایا گیا تھا جبکہ اس سے قبل مجاہدین نالے سے پانی بڑی بڑی کینوں میں اٹھا کر لاتے تھے۔ پھر ہم مہمان خانے کی طرف چلے تاکہ کچھ وقت آرام کریں۔ اسی طرح ہم نے ایک دن معسکر کی کارکردگی کا جائزہ لیتے ہوئے گزارا اور نماز فجر کے بعد مظفر آباد سے ہوتے ہوئے توحید آباد علاقہ گلیات جامعہ سلفیہ کے تبلیغی کیمپ میں پہنچے جہاں علاقہ گلیات کے پروگراموں کی تفصیل کو دیکھا اور طلبہ کو تبلیغی و تربیتی مصروفیات کو دیکھتے ہوئے واپس فیصل آباد پہنچے۔

ہمیں دوسرے دعوتی، تبلیغی و اصلاحی دورے کی روانگی علاقہ گلیات کی طرف ہوئی (جس کی تفصیل دوسرے مضمون "شاد شہیدی گزرگاہوں میں چند دن" میں دی گئی ہے) تو راقم بھی شریک سفر تھا۔ ہم واپسی پر پھر معسکر عبداللہ بن مبارک پہنچے کیونکہ پہلے دورے میں وعدہ کیا تھا کہ دوسرے دورے میں بھائی ابو حمزہ سے ضرور ملاقات کرنی ہے تاکہ اپنی نگاہوں سے اس مرد مجاہد کی زیارت کروں جس نے بھارتی فوجیوں کو ناکوں چنے چبوائے جس پر انہوں نے اس عظیم مجاہد کے سر کی قیمت 15 لاکھ رکھ دی۔

اب ہم مولانا نجیب اللہ طارق اور مولانا محمد اسماعیل صاحب کے ساتھ بیٹھے مہمان خانے میں بھائی ابو حمزہ سے گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک میری نظر وہاں لگے ہوئے بینر پر پڑی جہاں نمایاں طور پر یہ عبادت لکھی تھی۔

ملت اسلامیہ کے غیر مند فرزندو!

سن لو! وہی قومیں عزت کی زندگی گزارتی ہیں جو اپنے اسلاف کے کارناموں پر عمل کرتی ہیں۔ تاریخ ان قوموں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا کرتی ہے جو اپنے اسلاف کو بھلا دیا کرتی ہیں۔ اٹھو اور جہاد کے میدان میں کود پڑو۔ اسی میں زندگی اور اسی میں عزت ہے۔"

رسول اللہﷺ کے میدان احد میں دندان مبارک شہید ہوئے اور پیشانی زخمی ہوئی۔ دعوتی میدان میں طائف میں پتھر پڑے پورا جسم لہولہان ہوا۔ دور حاضر میں دعوتی و جہادی میدان میں سرگرم افراد کو اگر ان دونوں یا ایک میں تکلیف نہ آئے تو انہیں اپنے مشن پر غور کرنا چاہیے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور دوسری طرف یہ شعر رقم تھا۔

بہت محتاط رہنا جادہ منزل میں اے ہم دم
وہی رہزن نہ ہو جو رہبری کی بات کرتا ہے

اس عبارت کو بغور دیکھنے کے بعد میں امیر معسکر ابو حمزہ بھائی سے ہم کلام ہوا معسکر کے بارے میں معلومات اور کشمیر کی صورت حال پر تفصیلی گفتگو جاری تھی کہ ظہر کی اذان ہو گئی۔ وضو کیا مسجد میں نماز ادا کی جس کے بعد مولانا نجیب اللہ طارق مدرس جامعہ سلفیہ نے مجاہدین کے جذبات کو گرما دینے والا خطاب فرمایا۔ جس میں انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے میدان احد میں دندان مبارک شہید ہوئے' پیشانی زخمی ہوئی اور دعوتی میدان میں طائف میں پتھر پڑے پورا جسم لہولہان ہو گیا اگر آج کے دور میں تبلیغ و جہاد کے میدان میں نکلنے والوں کو تکلیف نہ پہنچے تو انہیں اپنے مشن پر غور کرنا ہوگا۔ نوجوانو! مسلمان بے غیرت نہیں باغیرت ہوتا ہے۔ اگر ان بیدار رہنے والے لمحات میں ہم ہی سو گئے تو پہرے داری کے فرائض کون ادا کرے گا۔ حالانکہ اس تحریک کے وارث ہم ہیں اور جہاد فی سبیل اللہ کے وارث ہم ہیں۔

مرد ہو تو کسی کے کام آؤ
ورنہ کھاؤ پیو اور چلے جاؤ

نماز کے بعد کچھ وقت ہم نے آرام کیا نماز عصر کے بعد ہم سب معسکر کے اساتذہ سمیت نیچے نالے پر گئے جہاں ہمیں کلاشن کھولنے اور بند کرنے کی مختصر ٹریننگ دیتے ہوئے ایک ایک فائر کروایا گیا۔ جس کی ابتداء شیخ نجیب اللہ طارق نے عین نشانے پر فائر لگاتے ہوئے کی۔

فائرنگ کے بعد ہم اوپر معسکر آ بیٹھے ایک ننھا منا مجاہد جس کی عمر کم و بیش دس سال کے قریب ہوگی نظر آیا جو تقریباً 15 فٹ لمبا رسہ پکڑ کر کبھی اوپر اور کبھی نیچے آ رہا تھا میں نے قریب پہنچ کر سلام لیتے ہوئے نام پوچھا تو کہنے لگا اللہ دتہ۔

کس شہر سے ہو؟ جام پور سے' کب آئے؟ کوئی پانچ ماہ ہو چکے ہیں' جس میں ایک مرتبہ مختصر مدت کے لئے گھر گیا تھا پھر واپس آ گیا۔ جب کہ اس سے قبل بھی میں ٹریننگ لے چکا ہوں۔ کیا تجھے گلیوں بازاروں میں کھیلنے والے تیرے دوست یاد نہیں آتے؟ مسکراتے ہوئے کہنا لگا کیا آپ خوش نہیں کہ میں نے ان کو چھوڑ کر ان سے تعلق جوڑا ہے اور ان کو بھول کر ان کو یاد رکھا ہے۔۔۔۔ یہ الفاظ سنتے ہی میں سوالات کا سلسلہ بند کرتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچ گیا کہ جب کم سن بچوں میں یہ جذبہ موجود ہو تو کلنٹن اور اسرائیل کے وزیراعظم ایہود بارک جیسے فرعونوں کے لئے عیش و عشرت کے زیادہ لمحات باقی نہیں ہوتے۔

کیونکہ تاریخ اسلام کے اوراق کی ورق گردانی کریں تو یہی بچے ایک بڑے متکبر کافر کا سر تن سے جدا کرتے دکھائی دیتے ہیں اور کبھی میدان جنگ میں کفار سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے اپنی ایڑھیاں اٹھا کر قطار میں کھڑے ہیں کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کم عمری کی وجہ سے واپس نہ لٹا دیں۔

آج بھی بچوں کے دل میں یہود ونصاریٰ کے خلاف نفرت موجود ہے اور مسلم نوجوان کفر کے تڑپتے ہوئے لاشے کو دیکھ کر خوشی محسوس کرتا ہے۔ مگر کوئی قائد اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسا خلیفہ موجود نہیں جو کفار کی سازشوں اور مسمان کے خلاف زہر بھرے پروگراموں کو خاک میں ملا دے اور علم اسلام کو کائنات کے وسط میں پیوسط کرتے ہوئے یہ اعلان کرے کہ اے یہود و نصاریٰ مسلمان حاکم ہوتا ہے محکوم نہیں۔

افسوس صد افسوس! کہ وطن عزیز عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسی صفات رکھنے والے اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جیسی تکنیکی مہارت رکھنے والے حکمران سے محروم ہے اور رہا ہے۔ جس وجہ سے مذہبی جماعتیں گروہوں اور جماعتوں کی شکل میں اپنے اپنے معسکروں میں ٹریننگ دیتے ہوئے کفر کے خلاف صف آراء ہیں اور یہی نوجوان کفر کے ان سورماؤں کو خاک و خون میں یوں تڑپاتے ہیں جیسے کسی کتے کو گولی دے کر مارنے کے لئے بازار میں تڑپا دیا جائے اور اس کو دور و نزدیک سے دیکھنے والے تو بہت ہوں مگر قریب جا کر اس کی راحت کا سامان مہیا کرنے کی جسارت کسی میں نہ ہو۔

> وہی قومیں عزت کی زندگی گزارتی ہیں جو اپنے اسلاف کے کارناموں پر عمل کرتی ہیں۔ تاریخ ان اقوام کو صفحہ ہستی سے مٹا دیتی ہے جو اپنے اسلاف کو بھلا دیتی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہی گفتگو بھائی ابو حمزہ امیر معسکر عبداللہ بن مبارک مانسہرہ (تحریک المجاہدین) سے جاری تھی کہ حسرت بھرے الفاظ زبان پر آئے:

کاش ------ امت مسلمہ ایک سیسہ پلائی دیوار ہوتی۔

کاش ------ یہ جہادی تنظیمیں اور جماعتیں ایک قائد کے زیر سایہ میدان میں اترتیں۔

کاش ------ ان جماعتوں اور تنظیموں کی بجائے حکمران وقت اپنے فرائض کی ادائیگی کرتے ہوئے عالم کفر کو للکارتا۔

آج کفر کے لاشے تو تڑپ رہے ہیں مگر اس رعب و دبدبہ سے خالی جو صلاح الدین ایوبی کا صلیبیوں اور محمود غزنوی کا ہندوؤں پر تھا۔

حکمرانان ملت اسلامیہ! اٹھو کفر کو چونکا دینے والی ضرب کاری لگاؤ جس سے عالم کفر کو کفار کے تڑپتے ہوئے لاشے نظر آئیں اور وہ یک زبان پکار اٹھیں کہ ہم حاکم نہیں محکوم ہیں، آقا نہیں غلام ہیں اور زندگی کے بقایا سانس جذیہ دے کر گزارنے کے لئے تیار ہیں تو خدائے لم یزل کے اس فرمان کی حقیقت آشکار ہو جائے کہ:

"ضربت علیهم الذلة والمسکنه"

یہود و نصاریٰ پر قیامت تک کے لئے ذلت و مسکنت تھونپ دی گئی ہے۔

بلآخر ہم معسکر سے نکلے اور مانسہرہ کی طرف چل دیئے۔ اب ہمیں بہت سے مناظر دیکھائی دے رہے تھے اور بہت سی عمدہ وادیاں نظر آ رہی تھیں۔ لیکن ہماری نظروں میں وہی نقشہ معسکر عبداللہ بن مبارک کا تھا۔ یہ نقشہ آنکھوں سے ہٹے بھی کیسے اب تو دل و دماغ کی تختیوں پر نقش ہو چکا تھا۔

خدایا! مجاہدین کی نصرت فرما اور ان کی اعانت کے لئے آسمان سے فرشتوں کی شکل میں مدد نازل فرما۔

آمین یا رب العالمین

بقیہ معراج النبیؐ

مسکرایا نہیں۔ جبرائیل نے کہا وہ جہنم کے داروغہ مالک ہیں اپنے پیدا ہونے سے لے کر آج تک وہ کبھی نہیں ہنسا اور نہ ہنسے گا۔ آخر کار آپ کو اپنی جگہ پر پہنچا دیا گیا اس حال میں کہ ابھی رات ہی تھی۔ صبح ہوئی تو آپ نے اپنے معراج کا قصہ لوگوں سے بیان کیا۔ کہ رات مجھے یہاں سے بیت المقدس اور پھر بیت المقدس سے ساتوں آسمانوں تک اور جنت دوزخ کی سیر کرائی گئی ہے۔ ایمان والوں نے تو کہا کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ اپنے نبی کو راتوں رات آسمانوں پر لے جائیں اور پھر واپس بھی لے آئے۔ مگر کافروں نے اس پر تعجب کیا اور اعتراض کرنے لگے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم ایک ہی رات میں یہ سارا سفر طے کر آؤ۔ اچھا اگر تم نے بیت المقدس دیکھا ہے۔ تو بتاؤ وہ کیسا ہے۔ آپ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میری نظروں کے سامنے کر دیا۔ وہ سوال کرتے تھے اور میں دیکھ کر بتلاتا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ مازاغ البصر وما طغی۔ نہ تو نظر بہکی اور نہ ہی بھٹکی۔ ولقد رای من ایات ربه الکبری۔ یقیناً ہمارے نبی نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمائیں۔

گورنر شام کی سادگی

ایک دفعہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطابؓ نے دمشق کا دورہ کیا، حضرت ابو درداء اس وقت وہیں موجود تھے، امیر المومنین ایک رات ملاقات کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے، دروازے کو ہاتھ لگایا تو اسے کھلا ہوا پایا، آپ اندر تشریف لے گئے، اندھیرا چھایا تھا، روشنی کا کوئی انتظام نہ تھا، حضرت ابو درداء نے جب امیر المومنین کی آہٹ سنی تو فوراً اٹھے خوش آمدید کہا اور اپنے پاس بٹھا لیا، دونوں باتیں کرنے لگے، لیکن اندھیرے کی وجہ سے ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکتے تھے، حضرت عمرؓ نے تکیے کو ہاتھ لگایا تو وہ سواری کا پالان تھا، بستر ٹٹولا تو وہاں کنکریاں بچھی ہوئی تھیں، چادر کو ہاتھ لگایا تو وہ اتنی باریک تھی کہ دمشق کی سردی قطعاً روک نہ سکتی تھی۔

امیر المومنینؓ نے یہ صورت حال دیکھی تو فرمایا: اللہ آپ پر رحم فرمائے، یہ کیا حال بنا رکھا ہے کیا میں نے آپ کے لئے بہتر انتظامات نہ کئے تھے؟

حضرت ابو درداء نے جواب دیا امیر المومنین کیا آپ کو وہ حدیث یاد ہے جو ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتائی تھی۔

آپؓ نے پوچھا: وہ کون سی؟

آپؓ نے فرمایا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ تمہارے پاس دنیا کا صرف اتنا مال ہونا چاہئے جتنا مسافر کے پاس زاد راہ ہوتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا: ہاں!

آپ نے فرمایا: اے امیر المومنینؓ اس کے بعد ہم نے کیا کیا؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات سن کر زار و قطار رونا شروع کر دیا اور آپ کے ساتھ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بھی رونے لگے، دونوں عظیم الشان صحابی ساری رات روتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔

© rasailojaraid.com